100900 ـ علم غيب كے دعوى اور جھوٹ و دھوكہ پر مبنى اليكٹرانك دل كا حكم

سوال

ان آخرى ايام ميں ايك دھوكہ يا جسے اليكٹرانك دل لگى كا نام ديا گيا ظاہر ہوا ہے، اس ميں نيٹ پر كسى اجنبى ويب سائٹ كا لنك ديا گيا ہوتا ہے، جو كسى شخص كو اس كے دوست و احباب كى طرف سے ارسال كيا جاتا ہے، ـ عام طور پر ـ اس شخص سے اس ميں مطالبہ يہ ہوتا ہے كہ وہ اپنا اور اپنے تين محبوب ترين نام لكھے، تا كہ وہ آپ ا سكا نتيجہ بتائيں كہ وہ تين اشخاص آپ سے كتنى محبت كرتے ہيں، يا اس كے برعكس آپ ان سے كتنى محبت كرتے ہيں، يہ بطور تفريح كے نہ كہ كسى اور وجہ سے.
ليكن مشكل يہ درپيش ہے كہ جب آپ اپنا اور اس كے علاوہ كوئى اور تين نام لكھ ديں، تو آپ كے سامنے ايك اور پيج كھل جائيگا جس ميں آپ كو بتايا جائيگا كہ آپ سے دھوكہ ہوا ہے، اور جس شخص نے آپ كو اى ميل بھيجى تھى (ا سكا اى ميل ايڈريس بھى ظاہر ہو گا) اس كو وہ نام ارسال كر ديے گئے ہيں!! تو كيا يہ دھوكہ اور مذاق جائز ہے ؟
اور اگر آپ انہيں كہيں كہ يہ جائز نہيں، اور اس ميں مسلمانوں كو دھوكہ ہے، اور ہو سكتا ہے اس ميں خصوصيات ہوں مثلا: آپ اپنى بيوى، يا جس شخص كو پسند كرتے ہيں ا سكا نام لكھيں تو آپ كو كہا جائيگا: ميں نے اسے اس ميں شريك ہونے پر مجبور تو نہيں كيا! جو مجھے ابليس كا يہ قول ياد دلا رہا ہے ـ اس سے اللہ كى پناہ ـ
اور مجھے تو ان پر كوئى زور اور طاقت نہ تھى، صرف يہ تھا كہ ميں نے تمہيں دعوت دى تو تم نے ميرى بات مان لى، تم مجھے ملامت مت كرو، بلكہ اپنے آپ كو ہى ملامت كرو . ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

يہ دل لگى بہت گرى ہوئى ہے، اور اس ميں جھوٹ سے بھى بڑى شريعت كى مخالفت پائى جاتى ہے، وہ كہانت ہے، يعنى نجومى پن اور علم غيب كا دعوى، جس كا سائل نے سوال ميں نوٹس نہيں ليا، اور اسى ليے اس نے سوال ميں اس چيز كو ذكر بھى نہيں كيا.

اور يہ گرى ہوئى دل لگى كرنے والا شخص اس مخالفت ميں پڑ چكا ہے، اور اسى طرح اس ميں اپنا اور اپنے دوست و احباب ميں سے تين نام لكھنے والا بھى اس ميں شريك ہوا ہے، جو يہ معلوم كرنا چاہتا ہے كہ وہ اس سے كتنى محبت كرتے ہيں، يا پھر اسے ان سے كتنى محبت ہے، اور يہ غيبى امور ميں شامل ہوتا ہے، جسے اللہ كےعلاوہ

کوئی اور نہیں جانتا.

اس لیے اس ویب سائٹ والوں کا یہ دعوی کرنا کہ وہ اس کو جانتے ہیں: فی نفسہ جھوٹ ہے، اور اس میں شریك ہونے والے مرد یا عورت کی جانب سے اس کی تصدیق کرنا یہ بھی اس گناہ اور جرم میں شامل ہوتی جو نجومی اور کاہن کے پاس جا کر اس سے کچھ دریافت کرنا اوراس کی تصدیق کا گناہ ہے، جو کہ کفر کے درجہ تك پہنچ جاتا ہے.

اس لیے نجومی اور کاہن کذاب اور فاجر ہیں، اس کے باوجود مسلمانوں کو ان کے پاس جانے اور چاہے صرف سوال ہی کیا جائے اس سے منع کیا گیا ہے، اور اس کے نتیجہ میں بہت سخت وعید سنائی گئی ہے، اور جب وہ ان کے پاس جائے اور ا نکی تصدیق بھی کرے تو پھر وعید اور بھی شدید ہے.

پہلی وعید تو یہ ہے کہ:

اس کی چالیس روز تك نماز ہی قبول نہیں ہوتی.

صفیہ بنت ابو عبید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایك زوجہ محترمہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جو شخص کاہن کے پاس گیا اور اس سے کچھ دریافت کیا تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوتی "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2230).

اور دوسری وعید کفر کی ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جو شخص نجومی یا کاہن کے پاس گیا، اور اس کے قول کی تصدیق کی تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ کے ساتھ کفر کیا "

سنن ترمذی حدیث نمبر (135) سنن ابو داود حدیث نمبر (3904) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (639) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور جو کوئی بھی علم غیب کا دعوی کرے تو وہ کافر ہے، اور جس نے بھی علم غیب کا دعوی کرنے والے کی تصدیق

کی تو وہ بھی کافر ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے، اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ تعالی کے کوئی بھی غیب کا علم نہیں رکھتا، انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب اٹھا کر کھڑے کیے جائینگے النمل (65).

اس لیے آسمان و زمین کے غیب کو اللہ تعالی کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا، اور وہ لوگ جو علم غیب اور مستقبل کے علم کا دعوی کرتے ہیں یہ سب کہانت میں شامل ہوتا ہے، اور اس کےمتعلق حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جو شخص بھی کسی کاہن کے پاس گیا اور اس سے کچھ دریافت کیا تواس کی چالیس یوم کی نمازیں قبول نہیں ہونگی "

اور اگر وہ اس کی تصدیق بھی کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے؛ کیونکہ جب وہ علم غیب کی تصدیق کرتا ہے تو اس نے درج ذیل فرمان باری تعالی کی تکذیب کی:

کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے اورزمین والوں میں سے سوائے اللہ تعالی کے کوئی اور غیب نہیں جانتا النمل (65).

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (1 / 292).

دوم:

اور اگر اس غلط قسم کی دل لگی اور مذاق کا تعلق علم غیب کے دعوی سے نہ بھی ہو تو پھر بھی یہ حرام ہے، کیونکہ اس میں جھوٹ و کذب بیانی پائی جاتی ہے، اور ہماری شریعتا سلامیہ ہمیں ہر معاملہ میں صدق و سچائی اختیارکرنے پر ابھارتی ہے:

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو اللہ کا تقوی اختیار کرو، اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو التوبہ (119).

اور حدیث میں ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" یقینا صدق و سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے، اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، اور بلا شبہ جب انسان

سچ بولتا رہتا ہے حتی کہ وہ صدیق بن جاتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5743) صحیح مسلم حدیث نمبر (2607).

دین اسلام میں ہنسی مزاح مباح ہے، لیکن اس میں جھوٹ اور کذب بیانی سے کام لینا حرام ہے، اور پھر ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہنسی و مزاح کیا کرتے تھے، لیکن وہ اس میں بھی سوائے حق بات کے کچھ نہ فرماتے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمارے ساتھ خوش طبعی کرتے ہیں:

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" میں سوائے حق کے کچھ نہیں کہتا "

جامع ترمذی حدیث نمبر (990) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور اسی لیے ہنسی و مزاح میں کذب بیانی حرام ہے، حدیث میں ہے:

ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" میں اس شخص کے لیے جنت کے کنارے میں گھر کا ضامن ہوں جو جھگڑا چھوڑ دے، چاہے وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو، اور جنت کے وسط میں اس شخص کے لیے گھر کا ضامن ہوں جو کذب بیانی چھوڑ دے، چاہے بطور مزاح ہی کیوں نہ ہو، اور جنت کے اعلی مقام پر اس شخص کے لیےگھر کا ضامن ہوں اس شخص کے لیے جو حسن اخلاق اختیار کرے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (4800) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اور پھر لوگوں کو ہنسانے اور خوش کرنے کے لیے بھی جھوٹ بولنا اور کذب بیانی کرنا حرام ہے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے بات کرتا ہوا جھوٹ بولے، اور اس شخص کے لیے ہلاکت ہے، اس شخص کے لیے ہلاکت ہے "

جامع ترمذی حدیث نمبر (2315) سنن ابو داود حدیث نمبر (4990) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے حسن قرار دیا ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں:

اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا:

" نہ تو حقیقی بات میں جھوٹ و کذب بیانی صحیح ہے، اور نہ ہی ہنسی و مذاق میں ..

اور اگر اس چیز میں مسلمانوں سے دشمنی، اور دین کو نقصان و ضرر ہو تو پھر اس کی حرمت تو اور بھی شدید ہو جائیگی، بہر حال ایسا کرنے والا ـ یعنی جھوٹ اور کذب بیانی کے ساتھ لوگوں کو ہنسانے والا ـ شرعی سزا کا مستحق ہے جو اسے ایسا کرنے سے روک دے "

دیکھیں: مجموع الفتاوی ابن تیمیہ (32 / 256).

اور شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ہمارے دین اسلام میں چٹکلے اور لطیفے بیان کرنے کا حکم کیا ہے، اور آیا یہ لہو الحدیث میں شامل ہوتا ہے، یہ علم میں رہے کہ اس میں دین کو استہزا اور مذاق نہیں، ہمیں اس کے متعلق فتوی دیں، اللہ تعالی آپ کو اجر و ثواب سے نوازے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

ہنسی مذاق اور کلام میں خوش طبعی کرنا اگر تو حق اور سچ کے ساتھ ہو تو اسمیں کوئی حرج نہیں، اور خاص کر ایسا کثرت سے نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسی و مزاح کرتے وقت بھی حق و سچ کے علاوہ کچھ نہیں کہتے تھے.

لیکن اگر جھوٹ پر مشتمل ہو تو یہ جائز نہیں؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو جھوٹ بول کر لوگوں کو ہنساتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے "

اسے ابو داود، ترمذی اور نسائی نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے. انتہی.

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (6 / 391).

اور اگر وہ ہنسی و مزاح مسلمان شخص کے لیے خوف و گھبراہٹ کا باعث بنے تو یہ حرام ہے.

سائب یزید بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم میں سے کوئی بھی بطور مزاح یا حقیقتا اپنے بھائی کی لاٹھی نہ لے، اور جس نے بھی اپنے بھائی کی لاٹھی لی تو اسے واپس کر دے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (2086) سنن ابو داود حدیث نمبر (5003) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ترمذی میں حسن قرار دیا ہے.

اور عبد الرحمن بن ابی لیلی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے حدیث بیان كي كہ:

" وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے تو ان میں سے ايك شخص سو گیا، اور کوئی ایك شخص ا سکا نیزہ اٹھا کر لےگیا، اور جب وہ صحابی بیدار ہوا تو ڈر گیا، تو لوگ ہنسنے لگے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا:

تمہیں کیا چیز ہنسا رہی ہے ؟

توانہوں نے جواب دیا: کچھ بھی نہیں، صرف یہ ہے کہ ہم نے اس شخص کا نیزہ اٹھا لیا تو یہ ڈر گیا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

" کسی بھی مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان شخص کو ڈرائے اور گھبراہٹ میں ڈالے "

مسند احمد حدیث نمبر (23064) یہ الفاظ مسند احمد کے ہیں، سنن ابو داود حدیث نمبر (4351) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

آپ سوال نمبر (22170) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں، اس میں شرعی مزاح کی شروط تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں.

میرے بھائی اس سے آپ کو یہ معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے درج ذیل ممنوع کام کیا ہے:

1 ـ ای میل بھیجنے والے کی جانب سے علم غیب کا دعوی کرنا.

2 ـ جھوٹ و کذب بیانی.

3 ـ جسے ای میل کی گئی ہے اسے ڈرایا گیا ہے.

4 ـ ای میل وصول کرنے والے کا علم غیب کا دعوی کرنے والے کی تصدیق کرنا.

5 ـ اپنا اور دوست و احباب وغیرہ کے نام بھیج کر اس میں شریك ہونا.

چنانچہ ان سب افراد پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ سچی اور پکی توبہ کریں، اور اس طرح کے گرے ہوئے افعال سے رك جائیں، اور انہیں اپنے آپ پر غور و فکر کرنا چاہیے کہ ان میں کیا کمی و کوتاہی ہے تا کہ اسے دور کر سکیں، اور اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول ہوں، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اگر شرعی اصول و ضوابط کے موافق ہنسی مزاح کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، نہ کہ اپنی خواہشات کے طابع ہو.

واللہ اعلم .